رحمۃ اللہ علیہ
امام احمد رضا
اور
فنِ تفسیر
تالیف
علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی
قطب مدینہ پبلشرز

امام احمد رضا اور فنِ تفسیر

تصنیف : فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ' ان ہستیوں میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

افمن شرح اللہ صدرہ' للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

یہ شرح صدر ہی تو تھا کہ قلیل عرصہ میں جملہ علوم وفنون سے فراغت پالی ورنہ عقل کب باور کرسکتی ہے کہ چودہ سال کی عمر میں جملہ علوم وفنون ازبر ہوں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشذہ

(یہ سعادت بزور بازو نہیں ملتی جب تک کہ بخشنے والا خداوند نہ عطا کرے)

اور یہ علوم وفنون صرف ازبر نہ تھے بلکہ ہر فن پر مبسوط تصانیف موجود ہیں اور وہ بھی کسی سے مستعار نہیں بلکہ قلمِ رضوی کے اپنے آب دار موتی ہیں اور تحقیق کے ایسے بہتے ہوئے بحرِ ذخار کو دیکھ کر بڑے بڑے محققین انگشت بدنداں ہوجاتے ہیں۔ آپ کو قلم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔

تجربہ اور شواہد بتاتے ہیں کہ جس بندۂ خدا کو جس فن کی مہارت نصیب ہو وہ دوسرے فن میں ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے مثلاً امام بخاری قدس سرہ کو دیکھئے کہ دنیائے اسلام نے فنِ حدیث کا انہیں ایسا امام مانا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن فقہاء کے استنباط اور تاریخی حیثیت سے آپ کو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو فنِ حدیث میں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی یہ خصوصیت ہے کہ فن کے ماہرین نے مانا ہے کہ آپ ہر فن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں چنانچہ شاعروں نے آپ کو امام الشعراء سمجھا، فقہاء نے آپ کو وقت کا ابوحنیفہ مانا، محدثین نے امیر الحدیث وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے لئے فرمایا اور بجا فرمایا۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اس وقت فقیر کا موضوعِ سخن فن تفسیر ہے واضح کروں گا کہ آپ اس فن کے بھی مسلم امام ہیں اگر چہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پورے قرآنِ پاک کی کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن حق یہ ہے کہ اگر آپ کی تصانیف کا بالا استیعاب مطالعہ کر کے تفسیری عبارات جمع کیے جائیں تو ایک مبسوط تفسیر معرضِ وجود میں آسکتی ہے چنانچہ فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اس کام کا آغاز کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شرائط فن تفسیر

امام جلال الملۃ والدین حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں لکھا ہے کہ مفسر اُس وقت تک تفسیرِ قرآن لکھنے اور بیان کرنے کا حق رکھتا ہے جب چودہ فنون کی مہارت حاصل کر لے ورنہ تفسیر نہیں تحریف قرآن کا مرتکب ہوگا۔

اس قاعدہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نہ صرف ان چودہ فنون کے ماہر ہیں بلکہ پچاس فنون پر کامل دسترس رکھتے ہیں بلکہ بعض فنون پر آپ کی درجنوں تصانیف ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ کو مستقل طور پر تفسیر لکھنے کا موقعہ نہیں ملا لیکن آپ کی تصانیف سے قرآنی ابحاث کی ایک ضخیم تفسیر تیار ہوسکتی ہے اور فقیر اُویسی نے اس کے اکثر اجزاء کو جمع کیا ہوا ہے بنام "تفسیر امام احمد رضا" خدا کرے کوئی بندۂ خدا اس کی اشاعت کے کمربستہ ہوجائے۔ (آمین)

علاوہ ازیں تفاسیر پر آپ کی عربی حواشی کے اسماء ملتے ہیں مثلاً

(1) الزلال الانقی من بحر سفینۃ اتقی

(2) حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف

(3) حاشیہ عنایت القاضی شرح تفسیر بیضاوی

(4) حاشیہ معالم التنزیل

(5) حاشیہ الاتقان فی علم القرآن سیوطی

(6) حاشیہ الدرالمنشور (سیوطی)

(7) حاشیہ تفسیر خازن

علاوہ ازیں بعض آیات اور سورتوں پر آپ کی متعدد تصانیف موضوع تفسیر پر ملتی ہیں جنہیں ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمایا ہے چند ایک کے اسماء درج ہیں۔

(8) انوار العلم فی معنی میعار واستجب لکم فارسی زبان میں ہے ۱۳۲۷ھ تک غیر مطبوع تھی اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحقیق فرمائی ہے کہ اجابت دعا کے کیا کیا معنی ہے۔ اثر ظاہر نہ ہونا دیکھ کر بے دل ہونا حماقت ہے۔

(9) الصصام على مشك فى آية علوم الا رحام اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے پادریوں کا رد فرمایا ہے اُردو زبان میں طبع شدہ موجود ہے۔

(10) انباء الحی ان کتاب المصون تبیان لکل شئی عربی اُردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید اشیائے عالم کی ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔

(11) النفحة الفائحة من مسلك سورة الفاتحه اُردو زبان میں ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے سورۃ فاتحہ سے حضور اکرم ﷺ کے فضائل کو ثابت فرمایا ہے۔

(12) نائل الراح فى فرق الريح والرياح فارسی زبان میں ہے۔

مذکورہ رسائل صرف تفسیر سے متعلق ہے۔ بعض اُوقات کسی مسئلہ کے متعلق استفسار پر آپ نے تفسیری نقطہ نگاہ سے حل فرمایا دراصل آپ کو عالم دنیا سے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے فتاویٰ کے جوابات سے فرصت کم ملی ورنہ اگر اس طرف توجہ دیتے تو تفسیر کا ایک جز ہزاروں صفحات پر پھیلتا۔ صرف بسم اللہ شریف کی تقریر پر مختصر سے وقت میں آپ کا ایک طویل مضمون موجود ہے جو آپ نے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بریلی شریف میں بیان فرمایا تھا جو سوانح اعلیٰ حضرت میں صفحہ ۹۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۱۲ تک ختم ہوتا ہے۔ اسی طرح پھر دوسرا وعظ صفحہ ۱۱۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۳۱ تک ختم ہوا یہ بھی تقریر کے رنگ میں ہوا جو تحریر کے میدان میں کوسوں دور سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اتنے صفحات کا مضمون بیان کر جانا کسی مردِ میدان کا کام ہے اور وہ بھی مفسرانہ رنگ میں اور پھر تفسیر سورۃ الضحیٰ لکھی تو سینکڑوں صفحات پھیلا دیئے۔ جس کی ایک ایک سطر کئی تفاسیر کے مجموعہ کو دامن میں لئے ہوئے ہے۔

آپ کے تلامذہ کو رشک ہوتا کہ ایسے بحرِ بے پایاں کے قلم سے جس طرح فقہ اور حدیث اور دیگر فنون کے دریا بہائے گئے ہیں کچھ تفسیری نوٹ بھی آپ کی یادگار رہوں تو زہے قسمت اگر چہ اجمالی طور پر ہی سہی چنانچہ صدر الشریعۃ حضرت مولانا حکیم امجد علی صاحب مصنف بہارِ شریعت قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمتوں سے نوازے اُنہوں نے اہلسنت پر احسانِ عظیم فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عدیم الفرصتی کے باوجود قرآن مجید کا ترجمہ لکھوا ہی لیا چنانچہ سوانح نگار حضرات قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ صدر الشریعۃ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ قرآن کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے گزارش کی آپ نے وعدہ تو فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعۃ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا چوں کہ ترجمے کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں چنانچہ حضرت صدر الشریعۃ

ایک دن قلم دوات لے کر حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر ترجمہ آیۂ کریمہ کا فرماتے جاتے اور حضرت صدر الشریعۃ لکھتے جاتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر و حدیث ولغت کو ملاحظہ فرماتے اور آیات کو سوچتے پھر ترجمہ بیان فرماتے۔ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے تھے جیسے کوئی پختہ یاداشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف پڑھتا چلا جاتا ہے۔ علماءِ کرام جب دوسری تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل عین مطابق ہے۔ الغرض اسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت بھی آئی کہ قرآن مجید کا ترجمہ ختم ہوگیا اور حضرت صدر الشریعۃ کی کوشش بلیغ کی بدولت سنیت کو کنز الایمان کی دولتِ عظمیٰ نصیب ہوئی۔

(فجزاہ اللہ عنا تعالیٰ عنا وعن جمیع اھل السنۃ جزاء کثیرا واجر اجزیلا)

حضرت محمد کچھوچھوی سید محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے علم قرآن کا اندازہ اس اُردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کو کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اُردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا جو یہ بظاہر ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن مجید کی تفسیر ہے اور اُردو زبان میں روحِ قرآن ہے بلکہ فقیر اُویسی کا ذوق یوں گواہی دیتا ہے۔

ہست قرآن بزبان اردوی   ہمچوں مثنوی بزبان پہلوی

اس ترجمہ کی شرح میں حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ دورانِ شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا اعلیٰ حضرت خود حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے۔ لیکن اگر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اُردو زبان کے اس ترجمے کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن **شئی دیگر است وعلم القرآن شئی دیگر ست۔**

☆ علماءِ دیوبند نہ صرف حریف بلکہ وہ آپ کو ہر معاملہ میں ترچھی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن وہ بھی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا قرآن مجید کا ترجمہ بالکل صحیح اور درست ہے اور آپ کے ترجمے کے مقابلہ میں موجودہ دور کے تمام اُردو تراجم کو دیکھا جائے تو ان میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اس لئے محققین نے اس کو دیکھ کر ذیل کی آراء قائم فرمائی ہیں۔

۱۔ ترجمہ اعلیٰ حضرت تفاسیر معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے۔

۲۔ اپنی تفویض کے مسلک اسلم کا عکس ہے۔

۳۔ اصحابِ تاویل کے مذہب سالم کا موید ہے۔

۴۔ زبان کی روانی اور سلامت میں بے مثل ہے۔

۵۔ عوامی لغات و بازاری زبان سے یکسر پاک ہے۔

۶۔ قرآن پاک کے اصل منشاء مراد کو بتایا ہے۔

۷۔ آیاتِ ربانی کے اندازِ خطاب کو پہنچا ہے۔

۸۔ قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتا ہے۔

۹۔ قادرِ مطلق کی روائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دھبہ لگانے والوں کے لئے تیغ بران ہے۔

۱۰۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی عظمت وحرمت کا محافظ ونگہبان ہے۔

۱۱۔ عام مسلمین کے لئے بامحاورہ اُردو میں سادہ ترجمہ ہے۔

۱۲۔ لیکن علماءِ کرام ومشائخ عظام کے لئے معرفت کا اُمنڈتا ہوا سمندر ہے۔

بس اتنا ہی سمجھ لیجئے کہ قرآنِ حکیم قادرِ مطلق جل جلالہٗ کا مقدس کلام ہے اور کنزالایمان اس کا مہذب ترجمان ہے۔

فقیر نے جہاں بھی آپ کی تصانیف میں تحقیق مفسرانہ دیکھی تو رازی وغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے قلم سے آفرین و تحسین سنی۔ اختصار کے پیش نظر چند ایک نظائر مشتے نمونہ خروار ملاحظہ ہوں جو آپ کی تصنیف سے اخذ کئے گئے ہیں۔

پیشانی کا داغ

سائل نے صرف اتنا استفسار کیا کہ بعض نمازیوں کو بہ کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہوجاتا ہے اس سے نمازی کو قبر وحشر میں خداوند کریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہوتا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کو جنبش آئی تو چھ صفحات مفسرانہ حیثیت سے لکھے اور ثابت فرمایا کہ اس نشانی کے متعلق چار قول ماثور ہیں اور ہر ایک کا حکم جدا جدا اور آیت **سیما ھم فی وجو ھھم من اثر السجود** کا ایسا مفہوم ادا فرمایا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان اوہام کا ازالہ فرمایا جو پیشانی کے داغ کو **سیما ھم فی وجو ھھم من اثر السجود** میں سمجھتے ہیں۔ یہ مضمون سوانح احمد رضا میں چند صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو نہایت قابلِ مطالعہ ہے اور تمام تحقیق تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات سے مزین ہے۔

آیت میثاق

واذاخذ اللہمیثاق النبیین الخ سے حضورِ اکرم ﷺ کی فضیلت مطلقہ پر گفتگو فرماتے ہوئے آخر میں تحریر فرمایا اقول و باللہ التوفیق پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن کریم نے کس قدر مہتمم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے موکد فرمایا۔

اولاً۔ انبیاء علیہم السلام معصومین ہیں زنہار حکم الٰہی کے خلاف ان سے کوئی کام صادر نہیں ہوتا کہ رب تعالیٰ بہ طریق امر انہیں فرمایا کہ اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا مگر اس پر اکتفانہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیان لیا یہ عہد عہداست بربکم کا دوسرا پیاں تھا جیسے کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالتِ محمدیہ ﷺ پر ایمان (ﷺ وبارك وشرف وبجل وعظم)

ثانیاً۔ اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا لتومنن به التنصرنه جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین لی جاتی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مسئلہ۔ بیعت اس آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً۔ نون تاکید

رابعاً۔ وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید اور دوبالا فرمایا۔

خامساً۔ یہ کمالِ اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائیں کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں اقررتم کیا اس امر پر اقرار لاتے ہیں یعنی کمال وتعجیل وتسجیل مقصود ہے۔

سادساً۔ اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا واخذتم علیٰ ذالکم اصری خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً۔ علیه یا علیٰ هذا کی جگہ علیٰ ذالکم فرمایا کہ بعد اشارت عظمت ہو۔

ثامناً۔ اور ترقی ہوئی کہ فاشهدوا ایک دوسرے پر گواہ ہو جائے۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً۔ کمال یہ ہے کہ صرف ان کی گواہی پر اکتفاء نہ ہوا بلکہ فرمایا انا معکم من الشاهدین میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

عاشراً۔ سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بآنکہ انبیاء علیہم السلام کو عصمت عطا فرمائی یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ فمن تولیٰ بعدذالك فاولئك هم الفسقون اب جو اس اقرار سے

پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔اللہ اللہ یہ وہی اعتنائے تام واہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں بیان فرماتا ہے **و من یقل منهم انی اله من دونه فذالك نجزيه جهنم كذالك نجزی الظالمین۔** جو ان میں سے کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں اس کو جہنم کی سزا دیں گے ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں ستم گروں کو گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جز اول **لا اله الا الله** کا اہتمام ہے یوں ہی جز دوم **محمد رسول اللہ ﷺ** سے اعتنائے تام ہے کہ میں تمام جہانوں کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول ومقتداء کہ انبیاء ومرسلین بھی اس کی بیعت وخدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے اور اس سے قبل اس آیۃ کا تبصرہ کئی صفحات پر فرمایا۔تبصرہ کر کے پھر معتبرہ تفاسیر اور محققین علماءِ کرام کی تصانیف کے خلاصہ کو دریا در کوزہ کی مثالی قائم فرمائی۔

کلی علم غیب

اور یہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ تھا کہ جب اعدائے دین نے شانِ نبوت ولایت پر ہاتھ ڈالا تو اعلیٰ حضرت کا قلم ڈھال بنا اور مذہب مہذب اہل سنت کے جمیع مسائل کو قرآنی اُصول کے مطابق ڈھالنے کی نہ صرف کوشش کی بلکہ حقیقت کو نصف النہار سے زیادہ آشکارا فرمایا چنانچہ علم غیب کلی اہل سنت اور مخالفین کے مابین نزاع کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ جب گویا ہوئے تو جلال الملت والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ساتھ لیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علم غیب کلی کا دعویٰ یوں تحریر فرمایا ”بے شک حضرت عزت وعظمت نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو روزِ اول سے روزِ آخرین کا علم عطا فرمایا مشرق تک مغرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا **ملکوت السموت والارض** کا شاہد بنایا، روزِ ازل سے روزِ آخرت یعنی روزِ قیامت تک کے سب **ماکان ومایکون** انہیں بتائے اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور ﷺ کے علم سے باہر نہ رہا۔علم حبیب کریم ﷺ ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر پر رطب ویابس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا **الحمدللہ حمداً کثیرا۔** بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز محمد ﷺ کا پورا علم نہیں ﷺ **وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین وبارك وكرم وسلم** ۔بلکہ حضورِ اکرم ﷺ کے علم سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علمِ محمدی میں وہ ہزار ہزار بے حد وبے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا مالک ومولا جل علا **(والحمدللہ العلی الاعلیٰ)** کتب حدیث وتصانیف علمائے قدیم وحدیث میں اس کے دلائل کا بہت شافی وبیان وافی ہے اس کے بعد آپ علم غیب کے مسئلہ کو قرآنی آیات سے ثابت فرما کر آخر میں اُصولِ قرآنی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

عبارتِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ

اور اُصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیزنفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اُٹھ جائے نہ حدیث آحاد اگرچہ کیسی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص تراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے۔ بحمدللہ کیسے نص صریح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحبِ قرآن ﷺ کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون الیٰ یوم القیامۃ جمیع مندرجات لوحِ محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب سماء وارض عرض فرش میں کوئی ذرہ حضور ﷺ سے باہر نہ رہا۔

جو کچھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اُصولِ تفسیر کے طور پر اپنا مسلک واضح فرمایا وہی اُصول امام سیوطی سینکڑوں سال پہلے بیان فرما گئے چنانچہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

العالم یستغرق الصالح من غیر حصر وصیغۃ کل مبتداۃ وما والمعروف بال واسم الجنس المضاف والنکرۃ فی سیاق العفی.........العام الباقی فی عمومہ من خاص القرآن ماکان مخصصاً لعموم السنۃ وھو عزیز قال ابن الحصار انما یرجع فی النسخ الیٰ نقل صریح عن رسول ﷺ وعن اصحابی یقول آیۃ کذا نسخت کذا قال وحکم بہ عند وجود التعارض المقطوع بہ سع علم التاریخ یعرف التقدم والمتاخر قال ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین بل ولا اجتھاد المجتھدین من غیر نقل صحیح ولا معارضۃ بینۃ لان النسخ یتضمن دفع حکم و اثبات حکم تقرر فی عھدہ ﷺ والصعتمدفیہ النقل والتاریخ دون الرای والاجتھاد قال والناس فی ھذا بین طرفی نقیض فمن قائل لایقبل فی النسخ اخبار الاحاد العدول ومن.........یکتفی فیہ بقول مفسر اومجتھد والصواب خلاف قولھما.........اذا سیق العام للمدح والذم فھل ھوباق علیٰ عمومہ فیہ مذاھب احدھا نعم اذلا صارف عنہ ولا تنافی بین العموم وبین المدح والذم۔الخ

تبحر فی فن التفسیر کے نمونے

بالاستعیاب تو نہیں چند آیات کے نمونے تفسیری حیثیت سے فقیر یہاں عرض کرتا ہے۔

(1) فتاویٰ افریقہ ۷۱ میں ہے سائل نے عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے متعلق سوال لکھا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے جواز میں آیۃ وانکحوا الایمیٰ منکم والصالحین من عبادکم سے استدلال فرمایا اس کے بعد تفسیر

القرآن بالحدیث کے قاعدہ پر آیات کی تفسیر اور اپنے موضوع کو احادیث مبارکہ کے چند حوالہ جات سے مزین فرمایا پھر اس کے بعد تفسیر القرآن بالقرآن جو تفسیر کا اعلیٰ درجہ ہے آیت مذکورہ کے لئے **یعبادی الذی اسرفوا** سے استشہاد فرمایا۔ آپ کے استدلال پر فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو سامنے رکھئے تو یقین آئیگا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ طرز استدلال میں امام رازی ہیں۔

(2) اسی فتاویٰ افریقہ ۱۹ میں سائل نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی بعض تصانیف میں اہل اسلام کو مخاطب فرمایا کیا آپ کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں جب کہ آپ دوسروں کو تمہارا خدا کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صرف اسی ایک چھوٹے سوال پر اختصاراً دس آیات اور دس احادیث سے جواب مرحمت فرمایا جو آپ کی قرآن دانی کا بین ثبوت ہے۔

(3) اسی فتاویٰ افریقہ میں بدمذاہب سے بیزاری کے متعلق درجنوں آیات سے استدلال کے بعد متعدد احادیث مبارکہ سے استشہاد فرمایا۔

(4) اسی فتاویٰ افریقہ کے صفحہ ۱۳ پر آیۂ وسیلہ کا بیان مفصل مفسر فرمایا کہ جس میں وسیلہ کی تمام شقوں کی تفصیل پھر اس پر اسلاف صالحین کے ارشادات کی تزئین کے بعد پیری مریدی کی تمام اقسام واضح فرمائیں جن میں سچے اور جھوٹے پیروں فقیروں کی پہچان آسان فرمادی جو اسلاف صالحین کی تصانیف میں یکجا کہیں اس تحقیق کے ساتھ نہ ملے گی۔ پھر کمال یہ ہے کہ صرف ایک جملہ کی تحقیق پر کتاب کے کئی صفحات پُر فرمائے۔ امام فخر الدین رازی قدس سرہ کو ناقدین نے معاف نہ فرمایا کہا امام موصوف آیت کے مضمون کو اتنا طول دیتے ہیں کہ فنِ تفسیر کا رنگ بکھر جاتا ہے لیکن ہمارے امام ممدوح کا مضمون اتنا پُر بہار ہے کہ جتنا طویل ہوتا گیا اتنا فنِ تفسیر اُجاگر ہوتا چلا گیا ہے۔ اگر وہی ناقدین ہمارے امام ممدوح کے مضمون کو دیکھ لیتے تو قلمِ رضا کو چوم لیتے۔

(5) اکثر مفسرین صرف ناقل ہوتے ہیں استنباط کرنے والے گنتی کے چند ملیں گے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اللہ کی طرف سے تائید غیبی نصیب تھی کہ آیت کی تفسیر میں نقول معتبرہ کے ساتھ احادیث مبارکہ سے جب استنباط فرماتے تو دریا بہا دیتے چنانچہ آیت **ان اشکرلی ولو الدیك** کی تفسیر میں حقوق **الاولاد علی الوالد** اسّی حقوق گنائے جو سب کے سب آیت کی تفسیر سے متعلق اور احادیث مبارکہ سے مستنبط ہیں۔ صرف اسی مضمون پر ایک مستقل رسالہ **مشعلة الارشاد** تیار ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور درجنوں بحثیں آیت کی تفسیر میں لائے جنہیں پڑھنے کے بعد تصدیق ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا تبحر فی فن التفسیر بے مثال ہے۔

(6) اجمالی آیات کی تفسیر میں مفسرین کا ہمیشہ اختلاف چلا آرہا ہے لیکن مفسرین کی عادت رہی ہے کہ اپنے موقف کو دلائل سے ثابت کرتے وقت زیادہ سے زیادہ درجنوں دلائل قائم کئے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا طرز نرالہ ہے کہ جب اپنے موقف کی توضیح فرماتے ہیں تو سینکڑوں دلائل و براہین حوالہ قلم فرماتے ہیں چنانچہ تجلی الیقین کی تصنیف آپ کے شہسوار قلم ہونے کی جیتی جاگتی دلیل ہے کہ منکرین نے جب آقائے کونین ماوائے ثقلین رحمت کل ہادی سبل سید المرسلین ﷺ کی افضلیت کا انکار کیا تو درجنوں آیاتِ قرآنیہ مع حوالہ جات تفاسیر مستندہ اور درجنوں احادیث صحیحہ اور اقوال اور اسلافِ صالحین کی تصنیفات سے استدلال فرمایا اس تصنیف پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو یوں انعام نصیب ہوا کہ حبیب کبریا ﷺ نے زیارت بشارت سے نوازا جس کا ذکر امام اہلسنت نے تجلی الیقین کے آخر میں خود بیان فرمایا ہے۔

(7) صرف ایک آیت پر سینکڑوں صفحات پر کتاب لکھ دی جو پوری کتاب تفاسیر کے حوالہ جات کے علاوہ اپنے استنباطات کے ساتھ اُصولِ تفسیر سے موضوع کو مضبوط و موثوق فرمایا مثلاً آیت **ممتحنہ** کی تفسیر **الحجۃ المو تمنہ** قابلِ مطالعہ کتاب ہے۔

(8) مختلف مسائل پر تفاسیر گننے بیٹھے تو تفاسیر کے حوالہ جات کے ڈھیر لگا دیئے چنانچہ **ما اھل لغیر اللّٰہ بہ** کی توثیق میں تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات لکھوائے حیاتِ اعلیٰ میں ۳۶ تفاسیر کی عبارت لکھوائیں پھر بھی فرمایا ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

(9) تفسیر میں قرآنی نکات بیان فرمائے تو خود مفسرین حیرت میں آگئے ۔ملفوظ شریف حصہ چہارم میں فرمایا ساتوں آسمان ساتوں زمینیں دنیا ہیں اور ان سے وراء سدرۃ المنتہیٰ ہے، عرش، کرسی دار آخرت۔ دارِ دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب۔ غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں ۔قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے **وعند مفاتیح الغیب لا یعلمھما الا ھو** اور دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے **لہ مقالید السموت والارض مفاتیح** کا حرف اول میم (م) اور آخری حرف حا (ح) اور مقالید کا پہلا حرف م اور آخرہ مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے یعنی (محمد ﷺ) اسی سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب اسے دی گئی ہیں یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں امانی دل و جان نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ مفاتیح و مقالید غیب و شہادت سے حجرہ خفایا عدم میں مقفل تھی۔ مفاتیح مقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدانِ ظہور میں لایا گیا۔ وہ ذات......... محمد رسول اللہ ﷺ گر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ

عدم یا خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے کچھ بھی نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

(10)اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تبحر فی فن التفسیر سمجھئے یا کرامت کہ خلاف عادت قرآن کی آیات برجستہ مخالف کو جواب دیا چنانچہ ایک رافضی نے کہا کہ **انا من المجرمین منتقمون** کے عدد ۱۲۰۲ ہیں اور یہی عدد ابوبکر، عمر، عثمان کے ہیں **(معاذ اللہ)** اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ سن کر بے قرار ہوگئے فوراً بلا تاخیر برجستہ کئی صفحات جوابات بیان فرمائے وہ جوابات سنئے۔

(رافضی لعنھم اللہ تعالیٰ) کی بناء مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا پر ہے۔

اولاً۔ ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیرے گا اور (رافضی ناصبی) دونوں ملعون ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔

(1)ہاں رافضی.........بارہ سو دو (۱۲۰۲) عدد کا ہے کہ ابن سبا و رافضہ۔

(2)ہاں رافضی.........بارہ سو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان الطاق کلینی بابویہ قمی طوسی حلی۔

(3)ہاں رافضی.........اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعاًلست منھم فی شیئے۔

بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہوگئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔

(سورۃ الانعام، رکوع ۲)

اس آیۃ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں روافض، اثناء عشریہ، شیطانیہ، اسماعیلیہ کے اور اگر اپنی طرح سے اسماعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں روافض اثناء عشریہ نصیریہ و اسماعیلیہ کے۔

(4)ہاں اور رافضی!.........اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار** ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے ہے برا گھر۔ (سورۃ الرعد، رکوع ۲) اس کے عدد ۶۴۴ ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے۔

(5)نہیں اور رافضی!.........بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے **اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرم** وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے (سورۃ الحدید، رکوع ۳) اس کے اعداد ۱۴۴۵ ہیں

اور یہی عدد ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی سعید کے۔

(6) نہیں اور رافضی!......... بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرم ونور هم وہی اپنے رب کے حضور صدیق وشہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب اوران کا نور (سورۃ الحدید، رکوع ۳) اس کے اعداد ۱۷۹۲ اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر سعید کے۔

(7) نہیں اور رافضی!......... بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے والذين امنوا بالله ورسله اُولئك هم الصديقون والشهداء عندربهم لهم اجرهم ونور هم جولوگ ایمان لائے اللہ اوراس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق وشہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور (سورۃ الحدید، رکوع ۳) اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعید، ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف کے۔

آخر میں فرمایا الحمدللہ آیۂ کریمہ کا تمام کمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف وتصنع کو دخل نہیں۔ چند دنوں سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام آیات عذاب واسماء اشرار وآیات مدح وبہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ واللہ الحمدو اللہ اعلم

(فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ)

اس فتویٰ کو نقل کر کے مستفتی نے لکھا ہے شیعہ رافضی کا ماشاء اللہ ولیہ نہیں بلکہ قیمہ ہوگیا۔

اب مجال دم زون نہیں فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت وجماعت وچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات واعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گزر چکی تھی واللہ باللہ عدد اخیار واشرار کے اسماء بلاسوچے اور بے تامل کئے فرمادیئے کہ فقیر سوا اس کے اور اندازہ نہیں کرسکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بہ ذریعہ القائے ربانی والہام سبحانی تھا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱۴۹، ۱۵۰)

وقت کے پیش نظر یہ چند جملے پیش کئے گئے ہیں ورنہ دفتر کے دفتر اس موضوع کے لئے بھر جائیں۔ انہی چند سطور کو مولیٰ عزوجل قبول فرمائے۔ (آمین)

فصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

۱۹ صفر ۱۴۰۳ھ، بہاولپور پاکستان

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ